حکومت کی پالیسیوں کو جواز مہیا کرنے اور ایک ریاست کے قیام کو تقدّس عطا کرنے کے لیے بائبل کو غلط طور پر پیش کرنے اور مذہبی جذبات سے ناجائز فائدہ اٹھانے پر مبنی ہیں۔" کونسل نے دُنیا بھر کے دوسرے چرچوں سے اپیل کی ہے کہ وہ "مسیحی صیہُونیت پرستانہ عمل کی واضح تردید" کے لیے اُس کا ساتھ دیں۔ کیونکہ صحائف مقدّسہ کی یہ تشریح و توضیح سراسر بدعت و کفر ہے۔

اِن دنوں مسیحی صیہُونی سخت دباؤ تلے ہیں حتیٰ کہ وہ مسیحی مبشّرین کی تنقید کا بھی نشانہ ہیں۔ Evangelicals for Middle East Understanding(مبشّرین برائے تفہیم مشرق وسطیٰ) کے ڈون ویگنز کا کہنا ہے کہ "بائبل کے اسرائیل کو دور جدید کی اسرائیلی ریاست کے مماثل و مساوی بنانا، بائبل کی تعلیمات سے لگا نہیں کھاتا۔" ڈون ویگنز کی آواز کمزور ہے مگر مبشّرین کے حلقوں میں تیزی سے مقبول ہو رہی ہے۔ فلسطینیوں کے مصائب، فلسطین میں انسانی حقوق کی بُری حالت اور استفاضہ اِس فکری تبدیلی کا باعث ہیں۔ (بشکریہ ماہنامہ فوکس، لیسٹر - اپریل ۱۹۹۲ء)

ایشیا

پاکستان: طریق انتخاب، شریعت ایکٹ اور اسلامی جمہوری اتحاد — وفاقی وزیر مملکت برائے اقلیتی امور کا اظہارِ خیال

[پندرہ روزہ "کاتھولک نقیب" (لاہور) نے ۱۶ جون ۱۹۹۲ء کی اشاعت میں وفاقی وزیر مملکت برائے اقلیتی امور جناب پیٹر جان سہوترا کا انٹرویو شائع کیا ہے۔ اُنہوں نے "اسلامی جمہوری اتحاد" سے اپنے تعلق، طریق انتخاب اور شریعت ایکٹ کے حوالے سے جو گفتگو کی ہے، ذیل میں نقل کی جا رہی ہے۔]

"اسلامی جمہوری اتحاد" سے اپنے تعلق کے بارے میں انہوں نے کہا۔ "میں اسمبلی میں پوری مسیحی قوم کا نمائندہ ہوں۔ میں نہ تو آئی۔ جے۔ آئی (اسلامی جمہوری اتحاد) سے تعلق رکھتا ہوں اور نہ ہی مسلم لیگ سے۔ کیوں کہ بہت سے لوگوں کا یہ خیال ہے کہ میں آئی۔ جے۔ آئی کی حکومت میں ہوں۔ اس لیے میرا تعلق اُن سے ہے۔ لیکن ایسا نہیں، بلکہ میں نے آزاد نمائندے کے طور پر الیکشن میں حصہ لیا اور ابتدا ہی سے آزاد نمائندہ منتخب ہو کر اسمبلی میں آیا اور پوری قوم کے مفاد کی خاطر آئی۔ جے۔ آئی میں آیا ہوں۔"

اقلیتوں کے لیے طریقِ انتخاب کے حوالے سے جناب سہوترا نے واضح کیا کہ "جداگانہ انتخابات میں دو نظریات کے حامی لوگ تھے۔ ۱۹۵۸ء کے مارشل لاء کے نفاذ کے بعد مسیحی نشستیں ختم کر دی

گئیں اور اُس وقت ایک طبقہ جداگانہ انتخابات کا نعرہ لگاتا تھا اور بہت کم جداگانہ انتخابات نہیں چاہتے تھے۔ اس دور کی چند ایک جو سیاسی جماعتیں تھیں مسیحی لیگ وغیرہ، اُنھوں نے بھی اس نعرہ کی حمایت کی کہ ہمیں جداگانہ طرز انتخاب دیا جائے لیکن ہماری اصل بدقسمتی یہ ہے کہ اب تک ہماری ایک بھی منظم سیاسی جماعت نہیں اور نہ ہی ہماری کوئی اجتماعی سوچ ہے۔ ۱۹۷۹ء میں ضیاء مرحوم نے ہمیں جداگانہ انتخاب کا تحفہ دیا۔ اُس وقت نہ تو کسی نے اس کا بائیکاٹ کیا اور نہ ہی کوئی نعرہ بلند ہوا بلکہ اس میں حصہ لیا اور اس طریقے کو قبول کیا۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جداگانہ انتخاب ہمیں ہماری کسی تحریک یا جدوجہد کی وجہ سے نہیں ملا اس لیے ہم نے اس کے لیے کوئی طریقہ یا ضابطہ نہیں بنایا۔ اب ان انتخابات میں حصہ لے کر اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ یہ ہمیں قبول ہیں۔ دوسری بات یہ کہ یہ پہلا موقع ہے کہ اقلیتی اُمور کی وزارت کو علیحدہ کیا گیا ہے اور ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ہماری حلقہ بندیاں بھی ہوں۔ یہ مسئلہ ہم نے قومی اسمبلی میں بھی اٹھایا ہے۔"

قومی اسمبلی کے اندر دوسرے اقلیتی ارکان کے ساتھ اپنے رابطے کی نوعیت پر تبصرہ کرتے ہوئے جناب سوترا نے بتایا کہ "اسمبلی میں ماسوائے ہے۔ سالک کے ہم ایک دوسرے کے حامی ہیں، کسی بھی کام کے لیے کسی بھی قانون کی ترمیم کے لیے مشترک طور پر جدوجہد کرتے ہیں اور اس سلسلے میں مَیں شریعت بل کا حوالہ دوں گا کہ ہم سب نے مل کر کام کیا، قانونی ماہرین سے ملاقاتیں کیں اور ان سے مشورے کیے۔ لوگوں نے کہا کہ شریعت بل نافذ ہو جائے گا تو قیامت آ جائے گی، ہم غلام بن جائیں گے، ایسی کوئی بات نہیں۔ جب سینیٹ میں پرائیویٹ شریعت بل پیش ہوا، اس میں بھی اقلیتوں کے بارے میں ایسی کوئی بات نہیں تھی بلکہ حکومت نے کہا کہ ہمارے پرسنل لاز محفوظ رہیں گے اور کچھ لوگ پرسنل لاز کے متعلق بھی نہیں جانتے۔ ہم نے جو ترامیم بھیجی تھیں، ان ہی پرسنل لاز کے مطابق تھیں جو ہمیں ۱۹۷۳ء کے آئین کے تحت دیے گئے تھے۔ ہم نے یہ ترمیم کروائی کہ ہمارے رسم و رواج اور ہماری روایات اور ہمارے طرز زندگی پر شریعت بل اور شریعت ایکٹ اثر انداز نہ ہو۔ اس سلسلے میں جسٹس دراب سے بھی ملا جو انسانی حقوق کے بارے میں ماہر ہیں اور اُنھوں نے اس بات کو بہت سراہا ہے کہ جو ہم نے طرز زندگی کے بارے میں بات کی، وہ بہت اچھی ہے۔ ہم نے شریعت بل کے سلسلے میں واک آؤٹ نہیں کیا بلکہ اس کے لیے جدوجہد کی ہے اور قومی اسمبلی میں ہم نے کامیابی حاصل کی۔"

اس اعتراض کے جواب میں کہ شریعت ملک کا سپریم لا بن گئی تو ملک کا آئین معطل ہو جائے گا۔ جناب پیٹر جان سوترا نے بتایا۔ "آرٹیکل نمبر ۲۰ کے تحت موجودہ نظام یعنی اسمبلیاں، عدلیہ، انتظامیہ، جوں کا توں رہے گا اور اگر اس میں کوئی تبدیلی کی جاتی ہے تو آرٹیکل نمبر ۱۲۰ کے اے سپریم

کورٹ میں چیلنج کیا جاسکتا ہے۔"

اقلیتی نشستوں میں اضافے کے لیے آئین میں ترمیم کے بل پیش کر دیے گئے۔

قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں اقلیتی نشستوں میں اضافے اور حلقہ بندی کے بارے میں آئین میں ترمیم کے لیے دو پرائیویٹ بل قومی اسمبلی میں پیش کیے گئے ہیں۔ یہ دونوں بل اسلامی جمہوری اتحاد کے ہم نوا مسیحی رکن طارق۔ سی۔ قیصر نے پیش کیے ہیں۔ اقلیتوں کے لیے حلقہ بندی کے سلسلے میں اُنہوں نے ایکٹ ۱۹۷۴ء (شق ۹) میں ایک اضافی شق کی ترمیم تجویز کی ہے۔

قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں اقلیتی نشستوں میں اضافے کے لیے اُنہوں نے آئین کی دفعہ ۵۱ میں ترمیم تجویز کی ہے اور کہا ہے کہ اقلیتوں کے لیے بلوچستان اور سرحد میں ایک کی بجائے دو دو، پنجاب میں پانچ کی بجائے سات اور سندھ میں دو کی بجائے تین نشستیں مختص کی جائیں۔ (روز نامہ جنگ راولپنڈی - ۶ جون ۱۹۹۲ء)

مسیحی مطالبات پر ہمدردانہ غور وفکر کی یقین دہانی

وزیر اعظم پاکستان کے دورۂ برطانیہ میں برطانیہ میں مقیم پاکستانی مسیحیوں کے ایک وفد نے جناب جیمز شیرا کی قیادت میں وزیر اعظم سے ملاقات کی۔ وفد نے انہیں "پاکستان میں مسیحی آبادی کو درپیش مسائل سے آگاہ کیا۔" وزیر اعظم نے مسیحی وفد سے وعدہ کیا کہ وہ اُن کے مطالبات (جن میں ووٹ ڈالنے کا دُہرا حق، سینیٹ میں اُن کی نمائندگی اور غیر مسلموں کے لیے علیحدہ شناختی کارڈ کا اجراء شامل ہے) پر ہمدردانہ غور کریں گے۔ وزیر اعظم نے کہا کہ وہ خود بھی سینٹ انتھونی سکول کے طالب علم رہ چکے ہیں۔ وہ مسیحی کالجوں کو ڈی نیشنلائز کرنے کے مطالبے سے ہمدردی رکھتے ہیں اور مناسب وقت پر اِس کے بارے میں فیصلہ کریں گے۔" (روز نامہ جنگ راولپنڈی - ۲۰ جون ۱۹۹۲ء)

کل پاکستان کانفرنس برائے مذہبی تعلیم

قومی کمیشن برائے مذہبی تعلیم (National Catechetical Commission) کے زیر اہتمام اپنی نوعیت کی پہلی "کل پاکستان کانفرنس برائے مذہبی تعلیم" سال رواں میں ۲۶ سے ۳۰ اکتوبر تک پاسٹرل انسٹی ٹیوٹ ملتان میں منعقد ہو رہی ہے۔ اس کانفرنس کا موضوع ہے "اکیسویں صدی میں مسیحی تعلیم کے تقاضے"۔ کانفرنس میں مسیحی دینی تعلیم کی موجودہ صورتِ حال کا جائزہ لیا